سوال وجواب: تکونی مسجد، حیدرآباد

سوال: جو لوگ اپنے نبیؐ کو عطا کیے گئے اسم کا ذکر نہیں کرتے ۔کیا وہ بروز قیامت اُس اُمت میں شمار کیے جائیں گے یا نہیں؟

جواب: اسکا جواب یہی ہے جی! ہمارا تو ایمان ہے کہ جو شخص بھی کلمہ پڑھتا ہے۔ بھلے کتنا بڑا گنہگار ہے۔

منافق نہ ہو، گستاخ نہ ہو۔ کتنا ہی بڑا گنہگار ہے۔

کلمہ پڑھتا ہے (تو) حضور پاک ﷺ کے وسیلے سے بخشا ہی جائے گا۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔

اس کے گناہ کی سزا شاید اس دنیا میں دے دی جائے۔

اس کے (گناہ) پھر بھی زیادہ ہیں تو قبر میں دے دی جائے گی۔ تاکہ وہاں سرخرو ہو۔

اگر پھر بھی زیادہ ہیں تو کچھ عرصہ جہنم میں رکھ کے سزا دے دی جائے گی۔ لیکن جانا اسکو جنت میں ہی ہے۔

اب رہا سوال جنت میں تو وہ چلا گیا۔ ادھر جنت کے سات (7) درجے ہیں.........جنت کے سات درجے ہیں۔

ایک سے ایک اعلیٰ ہے۔ تمہارے اندر سات مخلوقیں ہیں۔ ہر ایک مخلوق کا تعلق ایک ایک جنت سے ہے۔

سب سے ادنیٰ عبادت قلب کی ہے۔ اور قلب کا تعلق خدا سے ہے۔

اب جنات ہیں۔ صحابہ جن (جنات) ہیں۔ ولی جن (جنات) ہیں۔ لیکن وہ جنت میں نہیں جا سکتے۔ کیونکہ جنت تو قلب والوں کے لیے ہے۔

ان کے اندر وہ قلب ہی نہیں۔ جنت کے باہر اُن کو مکان ملیں گے۔ جنت کے باہر رہیں گے۔

اب جو شخص جنت خلد میں چلا گیا، دوزخ سے بچ گیا۔

ادھر قرآن مجید فرماتا ہے "کیا ان لوگوں نے سمجھ رکھا ہے، ہم انہیں نیکوں کاروں کے برابر رکھ دیں گے"۔

اب وہ جو قلب کی عبادت کرنے والا تھا وہ خلد کا حقدار ہے۔

اسکو خلد مل گئی۔ خلد کی حوریں مل گئیں۔ خلد کے مکان مل گئے۔

اور یہ (شخص) جو کچھ بھی نہیں کرتا تھا، یہ بھی اسی طرح بخشا گیا۔ تو یہ اس کا جا کے غلام بن گیا۔ کتنا پچھتائے گا۔

کاش! یہ قلب مجھ میں تھا، اگر میں بھی اس کی عبادت کرتا (تو) آج میں بھی اس جیسا ہو جاتا۔ غلاموں کو تو حوریں نہیں ملتیں۔

<u>ایک حدیث شریف میں ہے کہ جنتیوں کو افسوس ہو گا جنت میں جا کے۔</u>

بھئی جنت میں چلے گئے، پھر کیا افسوس ہے؟

جنتیوں کو جنت میں جا کے جو افسوس ہوگا وہ یہی ہوگا کہ دنیا میں جو لمحہ بغیر ذکر اللہ کے گزرا۔

جو ذکر نہیں کرتا اسکو یہی افسوس ہوگا، کاش! میں ذکر کرتا۔ ان جیسا ہو جاتا۔

اور قلب والے کہیں گے " کاش! میں روح کا ذکر کرتا، ایک درجہ اور ہو جاتا (اور) دارالسلام میں چلا جاتا"۔

روح والا کہے گا" کاش! میں سری کی عبادت کرتا، ایک درجہ اور.....دارالقرار میں چلا جاتا"۔ ہر جنت والے پچھتائیں گے۔

اور آخر والے کہیں گے " کاش! میں انا کی عبادت کرتا تو میں فردوس میں چلا جاتا"۔ یہ جنتیوں کے درجے کے لیے۔

تمہارے اندر سات مخلوقیں ہیں۔ اور باقاعدہ ان مخلوقوں کی تربیت، ان کے ذکر علیحدہ علیحدہ ہیں۔

کسی کا یا اللہ، کسی کا یا حی یا قیوم، کسی کا یا واحد، کسی کا یا احد، کسی کا یا ھو کسی کا کلمہ شریف ہے۔ یہ ان کے ذکر ہیں۔

<u>اب انسان کے دماغ پر ایک پردہ ہے۔ جس کو حجاب اکبر بولتے ہیں۔</u>

آپ کو کہا جائے (کہ) آپ مری چلیں گے۔ دو مہینے کے لیے چلیں جائیں۔

تو آپ بندوبست کریں گے کھانے پینے کا، پہننے کا، کمبل کا۔ کہ کہیں مجھے وہاں تکلیف نہ ہو۔

لیکن جہاں ساری عمر کے لیے جانا ہے۔ وہاں کے لیے کوئی بندوبست ہی نہیں ہے۔

یہ دماغ، یہ ایک حجاب اکبر ہے۔ وہ (حجاب) کب پھٹتا ہے؟

جب آدمی مرنے لگتا ہے تو وہ شیطان کا حجاب، شیطان ہٹا لیتا ہے۔

اس وقت وہ آدمی کہتا ہے " کاش! مجھے اب موقع ملے، کچھ کر دکھاؤں"۔

اب تو موت کا وقت ہے۔ اب تو کیا کرے گا؟

<u>ہاں! حدیث شریف میں ہے کہ مرنے سے پہلے ہی مر جاؤ۔</u>

وہ کس طرح؟ جب تم یہ ذکر کرو گے۔ سینے کے پانچ ذکر ہیں، پھر ایک نفس کا ذکر ہے، چھ۔ پھر ایک انا کا، دماغ کا ذکر کرو گے۔ جس کا یا ھو کا ذکر ہے۔ یا ھو کی گرمی سے وہ پردہ پھٹ جائے گا۔ جیتے جی وہ پردہ پھٹ جائے گا۔

وہ (ذکر کے بغیر) مرتے وقت ہوش آیا۔ اب جیتے جی ہوش آ گیا۔ اُس وقت دنیا کے لیے کم، آگے کے لیے زیادہ کرو گے۔ یہ حجاب اکبر ہے۔ اور کوئی سوال جی۔

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ جس آدمی نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟ آپ وضاحت فرمائیں۔

جواب: یہ حدیث وہیں کی تھی۔خانہ کعبہ میں تھی۔یہاں تو نہیں تھی۔یہاں تو نہیں کہی انہوںؒ نے۔وہاں کہی تھی نا۔

یہاں تو یہ ہے کہ مسجدیں ہیں۔ یہ جو قرآن مجید پڑھتے ہیں ۔لیکن اوپر پردہ ہے۔ دوسری منزل ہے۔ وہاں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

یہاں سے خانے کعبے تک تو پتہ نہیں کتنے پردے ہیں۔

جب خانے کعبے میں اگر کوئی ہو تو وہاں اسکی طرف منہ کر کے تھوکے گا تو واقعی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اب یہاں تو پتہ بھی نہیں چلتا کسی کو خانہ کعبہ کدھر ہے۔

اب یہاں تمہیں پتہ ہے خانہ کعبہ کدھر ہے؟ یہاں اِدھر ہو جائے گا، وہاں اُدھر ہو جائے گا۔

سوال: کئی جماعتیں علامہ اقبالؒ کو برا کہتی ہیں اور شرابی بتاتے ہیں۔جبکہ آپکی انجمن کے لڑکے علامہ اقبال کو ولی اللہ کہتے ہیں۔

جواب: یہ تو واقعہ ہے۔آپؒ چوتھی کلاس میں پڑھتے تھے۔آپکی والدہ فوت ہو چکی تھیں۔ان کے والد (اور) دو بھائی تھے۔ ان کے والد ان کے لیے پراٹھا پکا کر رکھ دیتے، ایک ایک۔ایک اس بھائی کے لیے ایک اُس بھائی کے لیے۔کہ دوپہر کو آئیں گے وہ صبح ہی پکا کر رکھ دیتے۔کہ دوپہر کو آئیں گے، کھائیں گے۔

اس دن علامہ اقبال آئے تو ان کے پیچھے ایک کتیا جو تھی نا، وہ بھی پیچھے پیچھے آ گئی۔انہوں نے دیکھا تو پہچان گئے۔

کہ اس میں کوئی مجبوری ہے۔جو میرے پیچھے پیچھے آ رہی ہے۔کتیا کو مجبوری بھوک کی ہوگی۔اور کیا مجبوری ہے؟

جو وہ اپنے چوبارے کے اوپر چڑھنے لگے تو وہ کتیا نیچے بیٹھ گئی۔اور ان کو بڑی حسرت سے دیکھنے لگی۔

یہ اوپر گئے۔ بھائی اور والد سے چوری جو اپنے حصے کا پراٹھا تھا آدھا کتیا کو ڈالا اور آدھا اپنے لیے رکھا۔کہ اس کو میں کھا لوں گا۔لیکن وہ کتیا نے فوراً کھا لیا۔اس کے بعد بھی وہ آپ کو دیکھنا شروع ہو گئی...... حسرت سے۔

آپ نے سمجھا کہ زیادہ ہی بھوکی ہے۔مجھ سے زیادہ بھوکی ہے۔اور اپنے حصے کا بھی اس کو ڈال دیا۔

وہ تو کھا کے چلی گئی۔اور آپؒ سارا دن بھوکے رہے۔والد کو بھی نہ بتایا کہ ماریں گے۔

سارا دن بھوکے رہے۔پھر رات کو والد کو بشارت ہوئی (کہ) تمہارے بیٹے نے ایک ایسا کام کیا جس سے ہم بہت خوش ہوئے۔اور ہم اللہ والے اس کو ولی بنوائیں گے۔

یہ باقاعدہ ایک واقعہ ہے۔یہ بچپن کا واقعہ ہے۔پھر جوانی آپ کی جیسے بھی گزری۔

اس کے بعد پھر ایک اور واقعہ ہے۔ جو آپؒ کا خادم تھا وہ آپکی خدمت کرتا تھا۔ وہ کافی بوڑھا ہو گیا۔ آپؒ کے وصال کے بعد اس نے یہ بات بتائی۔ یہ بات عام ہے۔ اس نے بتائی کہ ایک رات میں نے دیکھا کہ آپؒ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن اسی وقت دیکھا کہ ایک بزرگ بھی آپ کے پاس آئے ہیں۔ میں حیران ہوا کہ دروازہ تو میں ہی کھولتا ہوں۔ یہ کدھر سے آ گئے۔ بڑے غور سے دیکھا۔

اب علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جاؤ دو گلاس لسی کے لے آؤ۔

میں کہتا ہوں کہ اب ایک ڈیڑھ کا ٹائم ہے۔ لسی اس وقت کہاں سے ملے گی؟ دکانیں بہت دور دور ہیں۔ شہر سے بہت دور ہیں۔

انہوں نے کہا" نہیں! تم لسی لے آؤ"۔ کہتے ہیں کہ میں جگ لے کے باہر نکلا۔ سوچنے لگا کہ لسی کہاں سے ملے گی۔

سامنے گیا تو لائٹ جل رہی تھی۔ دیکھا تو وہاں ایک لسی کی دکان ہے۔

اب میں سوچنے لگا کہ یہاں میں روز آتا جاتا ہوں۔ یہاں دکان ہی نہیں تھی۔ یہ ایک دم دکان کیسے ہو گئی؟

کوئی گاہک بھی نہیں۔ میں ان کے پاس گیا۔ لسی تھی۔ تو لسی دو۔ میں نے پانچ روپے کا نوٹ دیا۔

انہوں نے کہا" نہیں! یہ واپس لے جاؤ، ہمارا اقبال سے حساب چلتا ہے"۔

کہتے ہیں لسی دی انہوں نے۔ ''وہ اندر باتیں کر رہے تھے اور میں اس تاک میں کہ وہ بزرگ باہر نکلیں گے تو ان کی قدم بوسی کروں گا۔ لیکن نہ میں نے دروازہ کھولا، نہ ہی مجھے ان بزرگوں کا پتہ چلا کہ کب نکلے اور کب گئے۔''

پھر وہ خادم کہتے ہیں کہ کئی دنوں کے بعد میں ان کی خدمت کر رہا تھا۔ ہاتھ پاؤں دبا رہا تھا۔

تو پھر میں نے پوچھا کہ ''ایک تجسس ہے، اگر یہ حل کر دیں گے۔ کہ اس دن وہ بزرگ کون تھے اور وہ لسی والے کون تھے۔ کیونکہ اس کے بعد اور اس سے پہلے میں نے وہ لسی کی دکان ہی نہیں دیکھی۔ نہ بعد میں دیکھی، نہ اس سے پہلے دیکھی۔ اب میرے دل میں یہی تجسس ہے، آپ مجھے بتا ہی دیں۔''

بس اس وقت انہوں (اقبالؒ) نے کہا:

"وہ جو بزرگ آئے تھے وہ خواجہ صاحبؒ تھے اور جب انہوں نے لسی کی فرمائش کی تو داتا صاحبؒ نے لسی کی دکان لگا لی"۔

کہ میزبانی تو میرا کام ہے۔

یہ واقعات تو بڑے مشہور ہیں۔ تو رہا سوال ہم ان کو ولی سمجھتے ہیں۔ (تو وہ) ٹھیک ہے۔ وہ غوث قطبوں میں نہیں تھے لیکن وہ نقباء زنجبا میں ضرور تھے۔ نقباء زنجبا اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا۔ ابدال تک

اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔ لیکن غوث قطب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ابدال تک کسی کو مرید نہیں کرتے۔ غوث مرید کرتے ہیں۔ جی؟؟

سوال: آپ کن سے بیعت ہیں؟

جواب: پہلی بات ہے ہم تو سب سے پہلے گولڑہ شریف بیعت ہوئے۔ ان کے بچوں سے جو وہاں کے ولی تھے، پیر مہر علی شاہ صاحب۔ ان کے بچوں سے بیعت ہوئے۔ لیکن ہمیں حاصل کچھ نہیں ہوا۔ تو ہم نے وہ بیعت توڑ دی۔

دیول شریف سے بیعت ہوئے۔ وہ بھی ان کے پوتوں سے۔ ان سے حاصل کچھ نہ ہوا۔ تو ہم نے بیعت توڑ دی۔

تو پھر ہم کو جو کچھ ملا وہ بری سرکارؒ کے ذریعے، داتا صاحب کے ذریعے، پھر سلطان صاحب کے ذریعے،

پھر قلندر پاکؒ کے ذریعے، پھر غوث پاک سے۔

تو غوث پاکؒ نے پھر ہمارا ہاتھ حضور پاک ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔

اب ہم کو حضور پاک ﷺ نے بیعت کر ہی لیا ہے۔

اور جو لوگ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں وہ اس بات کا ضرور اقرار کریں گے۔ کہ صحیح ہوئی ہے۔

اب لوگ کہتے ہیں کہ بیعت کے بغیر فیض نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں نا؟ بہت سے لوگ اس اویسی بیعت کو مانتے بھی نہیں ہیں۔

اگر وہ مانتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ظاہری بیعت ہے تو فیض ہے۔ بھئی اگر فیض ہے تو کہیں سے بیعت ہے نا!

سخی سلطان باہوؒ کو بھی حضور پاک ﷺ نے بیعت فرمایا تھا۔

آپؒ نے لکھا ہے کہ دست بیعت کرد مارا مصطفےٰ۔ کہ مجھے حضور پاک ﷺ نے بیعت کر لیا ہے۔ یہ اویسی سلسلہ ہے۔

فقیر نور محمد کلاچوی والے ہیں، ان کو سلطان صاحبؒ نے بیعت کیا ہے۔ وہ ظاہر میں کہیں سے بیعت نہیں ہوئے۔

اور انہوں نے لکھا ہے، اپنی کتاب عرفان میں، کہ میں سلطان صاحب سے بیعت ہو گیا۔ اب مجھے حاجت نہیں ہے کہ میں کسی اور کے پاس جاؤں۔

جب انہوں نے سلطان (باہو) صاحبؒ کا لکھا ہے کہ مجھے حاجت نہیں ہے تو ہم حضور پاک ﷺ کے لیے کہتے ہیں (کہ) ہمیں کیا حاجت ہے کسی اور کے پاس جانے کی۔"

(سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہُ العالی)

❁❁❁❁

انجمن سرفروشانِ اسلام، انٹرنیشنل